تحقیق وتنقید

محمد رفیق چودھری

'اسلام میں مرتد کی سزا' اور جاوید غامدی

ارتداد کے لغوی معنی 'لوٹ جانے' اور 'پھر جانے' کے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں ارتداد کا مطلب ہے: ''دین اسلام کو چھوڑ کر کفر اختیار کر لینا۔'' یہ ارتداد قولی بھی ہوسکتا ہے اور فعلی بھی۔ 'مرتد' وہ شخص ہے جو دینِ اسلام کو چھوڑ کر کفر اختیار کر لے۔ اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے جو صحیح احادیث، تعامل صحابہ اور اجماعِ اُمت سے ثابت ہے۔

جناب جاوید احمد غامدی اس منصوص اور اجماعی امر کو نہیں مانتے اور مرتد کے لئے سزاے قتل ہونے کے منکر ہیں۔ اس مضمون میں سب سے پہلے ہم مرتد کے واجب القتل ہونے کے شرعی اور عقلی دلائل دیں گے، پھر اس کے بعد غامدی صاحب کے موقف کا جائزہ لیں گے۔

صحیح احادیث

نبی کریم ﷺ کے جن مستند فرامین کی بنا پر علماے اُمت کا مرتد کی سزا قتل ہونے پر اجماع ہے، وہ درج ذیل ہیں:

❶ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت:

«من بدّل دينه فاقتلوه» (صحیح بخاری، رقم:۶۹۲۲)

''جو (مسلمان) اپنا دین بدل لے، اُسے قتل کردو۔''

اسی مضمون کی احادیث بعض جلیل القدر صحابہ کرام: حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ، حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت معاذ بن جبلؓ سے بھی مروی ہیں۔ مذکورہ حدیث صحیح بخاری کے علاوہ سنن ابوداؤد، سنن ابن ماجہ اور موطأ امام مالکؒ میں بھی موجود ہے۔

❷ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ایک متفق علیہ حدیث یہ بھی ہے کہ

عن عبدالله قال: قال رسول الله ﷺ: «لا يحل دم امرئ مسلم يشهد أن لا

www.KitaboSunnat.com

إله إلا الله، وأني رسول الله إلا بإحدى ثلاث: النفس بالنفس، والثيب الزاني، والمفارق لدينه التارك للجماعة» (صحیح بخاری، رقم:۶۸۷۸)

''حضرت عبداللہ (بن مسعودؓ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کا خون بہانا جائز نہیں جو یہ گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں، ماسوا تین صورتوں کے: ایک یہ کہ اس نے کسی کو قتل کیا ہو، دوسری یہ کہ وہ شادی شدہ زانی ہو اور تیسری یہ کہ وہ اپنا دین چھوڑ کر (مسلمانوں کی) جماعت سے الگ ہوجائے۔''

یہ حدیث صحیح بخاری کے علاوہ صحیح مسلم، سنن ابوداؤد، جامع ترمذی، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، سنن دارمی اور مسند احمد بن حنبل میں بھی موجود ہے اور اسے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے علاوہ حضرت عائشہؓ اور حضرت عثمان غنیؓ نے بھی روایت کیا ہے۔

۳ سنن ابوداؤد کی حدیث ہے کہ

عن أبي أمامة بن سهل قال: كنّا مع عثمان وهو محصور في الدار، وكان في الدار مدخل من دخله سمع كلام من على البلاط، فدخله عثمان، فخرج إلينا وهو متغير لونه، فقال: إنهم ليتواعدونني بالقتل آنفا، قال: قلنا يكفيكم الله يا أمير المؤمنين! قال: ولم يقتلونني؟ سمعت رسول الله يقول: «لا يحل دم امرئ مسلم إلا بإحدى ثلاث: كفر بعد إسلام، أو زنا بعد إحصان، أو قتل نفس بغير نفس» فوالله ما زنيت في جاهلية ولا في إسلام قط، ولا أحببت أن لي بديني بدلا منذ هداني الله، ولا قتلتُ نفسا فبم يقتلونني؟ (سنن ابوداؤد، کتاب الدیات، رقم:۴۵۰۲)

''حضرت ابواُمامہ بن سہلؓ روایت کرتے ہیں کہ میں اور دوسرے لوگ حضرت عثمانؓ کے پاس موجود تھے، جب وہ اپنے گھر میں محصور تھے۔ اس گھر کا ایک راستہ تھا جس کے اندر کھڑا آدمی گھر کی بالکونی پر کھڑے لوگوں کی بات آسانی سے سن سکتا تھا۔ حضرت عثمانؓ وہاں تشریف لائے، ان کے چہرے کا رنگ بدلا ہوا تھا۔ وہ باہر نکلے اور فرمایا: ابھی یہ لوگ مجھے قتل کردینے کی دھمکی دے رہے تھے۔ ہم نے عرض کیا: اے امیرالمومنین! ان کے مقابلے میں اللہ آپ کے لئے کافی ہے۔ پھر فرمایا: یہ لوگ مجھے کیوں قتل کردینا چاہتے ہیں؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ کسی مسلمان کا خون حلال نہیں، سوائے اس کے کہ تین صورتوں میں سے

www.KitaboSunnat.com

کوئی ایک صورت ہو۔ وہ اسلام لانے کے بعد کفر اختیار کرے۔ (مرتد ہو جائے) یا شادی کے بعد زنا کرے، یا کسی کو ناحق قتل کردے۔ اللہ کی قسم! میں نہ تو جاہلیت میں زنا کا مرتکب ہوا اور نہ اسلام لانے کے بعد۔ دوسرے یہ کہ میں نے اپنا دین بدلنا کبھی پسند نہیں کیا جب سے اللہ نے مجھے ہدایت عطا فرمائی ہے۔ تیسرے یہ کہ میں نے کسی کو ناحق قتل بھی نہیں کیا۔ پھر یہ لوگ کس بنا پر مجھے قتل کرنا چاہتے ہیں؟''

مذکورہ بالا صحیح احادیث سے یہ امر بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ اسلام میں مرتد شخص مباح الدم اور واجب القتل ہوتا ہے۔ چنانچہ انہی احادیثِ صحیحہ کی بنا پر تمام فقہاے اسلام کا اس پر اجماع ہے کہ اسلامی شریعت میں مرتد کی سزا قتل ہے۔

کتبِ احادیث (جن میں صحیح بخاری بھی شامل ہے) اور معتبر کتبِ تاریخ سے ثابت ہے کہ چاروں خلفاے راشدین نے اپنے اپنے دورِ خلافت میں مرتدین کو ہمیشہ قتل کی سزا دی لیکن طوالت کے خوف سے ہم یہاں ان واقعات کی تفصیل نہیں دے رہے۔

اسی طرح خلفاے بنواُمیہ اور خلفاے بنوعباس نے بھی مرتد پر سزاے قتل نافذ کی۔

ائمہ مجتہدین کا بھی اس پر اتفاق ہے کہ مرتد کی سزا قتل ہے اور اس پر اجماعِ اُمت ہے کہ اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہی ہے۔ اس سلسلے میں درج ذیل حوالے ملاحظہ ہوں:

١ ائمہ اربعہؒ کے فقہی مسائل پر مبنی کتاب الفقه على مذاهب الأربعة (از عبدالرحمٰن جزیری) میں ہے کہ

واتفق الأئمة الأربعة عليهم رحمة الله تعالىٰ على أن من ثبت ارتداده عن الإسلام ــ والعياذ بالله ــ وجب قتله، وأهدر دمه (جلد۵/ص۴۲۳)

''ائمہ اربعہؒ کا اس پر اتفاق ہے کہ جو شخص اسلام سے پھر جائے ...... اللہ بچائے ...... اُس کا قتل واجب ہے اور اُس کا خون بہانا جائز ہے۔''

٢ اسلامی فقہ کے اجماعی مسائل پر مشتمل انسائیکلوپیڈیا موسوعة الإجماع میں ہے کہ مرتد کا خون بہانا جائز ہے:

اتفقوا على أن من كان رجلا مسلما حرًّا ... ثم ارتد إلى دين كفر...أنه حل دمه. (جلد اوّل/صفحہ ۴۳۶)

www.KitaboSunnat.com

''اس پر تمام فقہاے اسلام کا اتفاق ہے کہ آزاد مسلمان مرد مرتد ہوجائے تو اس کا خون بہانا جائز ہے۔''

۳ اسلامی فقہ کی مشہور کتاب الفقہ الإسلامي وأدلته میں ڈاکٹر وہبہ زحیلی بھی أحکام المرتد کے تحت مرتد کی سزا قتل ہونے پر اجماعِ اُمت نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اتفق العلماء على وجوب قتل المرتد لقوله ﷺ:«من بدّل دينه فاقتلوه» وقوله عليه السلام: «لايحل دم امرئ مسلم إلا بإحدى ثلاث: الثيب الزاني، والنفس بالنفس، والتارك لدينه المفارق للجماعة» وأجمع أهل العلم على وجوب قتل المرتد. (جلد۶/صفحہ۱۸۶)

''علما کا اس پر اتفاق ہے کہ مرتد کا قتل واجب ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جو مسلمان اپنا دین بدل لے، اسے قتل کردو۔ نیز آپ ؐ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ کسی مسلمان شخص کا خون حلال اور مباح نہیں ہوتا مگر تین صورتوں میں: ایک یہ کہ وہ شادی شدہ زانی ہو، دوسرے یہ کہ وہ کسی جان کا قاتل ہو اور تیسرے یہ کہ وہ دین کو چھوڑ دے، یعنی مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہوجائے اور اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ مرتد واجب ِقتل ہے۔''

مذکورہ بالا شرعی دلائل کی تفصیل سے یہ بات پوری طرح واضح ہوجاتی ہے کہ اسلامی شریعت میں مرتد کی سزا قتل ہے۔

مرتد کی سزا کے عقلی دلائل

اب تک ہم نے ایسے شرعی دلائل پیش کردیئے ہیں جن سے یہ ثابت ہوجاتا ہے کہ اسلامی شریعت میں مرتد کی سزا قتل ہے اور اس کی بنیاد احادیث ِصحیحہ، تعامل صحابہؓ اور اجماعِ اُمت پر ہے۔ ان شرعی دلائل کو جان لینے کے بعد ایک صاحب ِایمان کا دل تو مطمئن ہوجاتا ہے کہ اسلام میں ارتداد کی یہی سزا ہے۔ مگر کیا کیجئے، آج کل بہت سے اہل ایمان کے دلوں کو کسی شرعی حکم کے بارے میں محض شرعی دلائل سے اطمینان حاصل نہیں ہوتا بلکہ وہ اس کے علاوہ عقلی دلائل چاہتے ہیں تاکہ اُنہیں شرحِ صدر ہو۔ اس لئے ہم ذیل میں مرتد کی سزاے قتل کے بارے میں چند عقلی دلائل بھی پیش کرتے ہیں:

① سب سے پہلے یہ حقیقت پیش نظر رکھنا ضروری ہے کہ اسلام دوسرے مذاہب کی طرح

www.KitaboSunnat.com

کا کوئی ایسا مذہب نہیں ہے جو انسانی زندگی کا محض ایک جزو یا ضمیمہ بن کر رہے اور جو ہر شخص کا ایک ذاتی اور نجی معاملہ (Private Matter) ہو۔ وہ کوئی لباس بھی نہیں جسے کوئی شخص آج پسند کرکے پہنے اور کل اُسے ناپسند کرکے اپنے جسم سے اُتار پھینکے۔ وہ دراصل ایک دین اور ایک نظامِ زندگی ہے۔ ایک مکمل ضابطہ حیات (Code of Life) ہے۔ وہ انسانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی پر محیط ایک منظّم معاشرہ قائم کرنا چاہتا ہے۔ وہ عبادت، معاشرت، معیشت، سیاست اور اخلاق، غرض انسانی زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ہے، وہ ایک ایسی منظّم و منضبط ریاست (Disciplined State) کی تشکیل کا خواہاں ہے جس کا ہر شہری اس کے جملہ احکام وقوانین کی پابندی کرے اور ان کی خلاف ورزی سے باز رَہے۔

اب اگر اسلامی ریاست کا کوئی شہری اس کے کسی قانون کو توڑتا ہے تو وہ اپنے شہری کو اپنے قانون کے مطابق سزا دینے میں حق بجانب ہے۔ جب کوئی مسلمان شہری مرتد ہوجائے گا تو اسلامی ریاست ایسے شخص کو ارتداد (Apastacy) کے جرم کا ارتکاب کرنے پر موت کی سزا دے گی۔ یہ اسلامی ریاست کا قانون ہے اور دنیا کی دوسری ریاستوں کی طرح اسے بھی اپنے قانون کے نفاذ کا اختیار ہے۔

④ اسلام نے اپنے دائرے میں داخل نہ ہونے والوں اور اس میں داخل ہوکر نکل جانے والوں میں فرق کیا ہے۔ وہ پہلے گروہ کو 'کفار' اور دوسرے کو 'مرتدین' کہتا ہے۔ وہ پہلے گروہ کو برداشت کرتا اور کچھ حقوق بھی دیتا ہے، مگر دوسرے گروہ کو برداشت نہیں کرتا اور اُسے ہر حق سے محروم رکھتا ہے۔ پہلا گروہ بیگانوں کا ہے اور دوسرا بے وفا یگانوں کا۔ اُسے بیگانوں کی بے مروّتی پر کوئی شکوہ نہیں، مگر اپنوں کی بے وفائی اُسے گوارا نہیں۔ وہ بیگانوں سے محتاط رہتا ہے اور اُن کو اپنا راز دان نہیں بناتا۔ اس لئے بیگانے اُسے زیادہ نقصان بھی نہیں پہنچا سکتے۔ مگر اپنوں سے اُس کی رازداری ہے جن کے چھوڑ جانے سے اُس کا دل کُڑھتا ہے اور اُن کی طرف سے اُسے بہت زیادہ نقصان پہنچنے کا اندیشہ لاحق ہوجاتا ہے کہ کہیں وہ سازش کرکے اُسے کسی بڑے خطرے سے دوچار نہ کردیں، کیونکہ 'گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے' ہے۔

مرتد کا معاملہ اسی دوسری قسم سے متعلق ہے، وہ اسلام کا رازداں ہوتا ہے۔ جب وہ ارتداد

www.KitaboSunnat.com

کا مرتکب ہوکر دین اسلام سے الگ ہوتا ہے تو اپنے ساتھ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نفرت اور دشمنی کے جذبات لئے اہل کفر کی صف میں شامل ہوجاتا ہے۔ اُس کے یہ منفی جذبات کفار کی طرف سے اسلام اور اسلامی ریاست کے خلاف کسی بڑے خطرے اور سازش کا پیش خیمہ بن سکتے ہیں، جس کے انسداد کے لئے اسلام نے مرتد کو موت کی سزا سنائی ہے۔

③ اسلام نے دنیا کے سامنے سوا چودہ سو برس پیشتر سے یہ اعلان کر رکھا ہے کہ اس کے دائرے میں داخل ہونے یا نہ ہونے کی ہر شخص کو کھلی آزادی حاصل ہے۔ اس کے لئے کسی کو مجبور نہیں کیا جائے گا۔ (البقرۃ:۲۵۶) لیکن اس دائرے میں داخل ہونے کے بعد اس سے باہر نکلنے پر پابندی عائد ہے اور جو کوئی اس پابندی کو توڑے گا اُسے موت کے گھاٹ اُتارا جائیگا۔

اب اگر کوئی شخص اسلام کا یہ اعلان سن لینے کے بعد اپنی آزاد مرضی سے اس کے دائرے میں داخل ہوتا ہے۔ پھر اپنی آزاد مرضی کے ساتھ اس سے باہر نکلنے پر عائد پابندی کو توڑتا ہے اور پھر اپنی اس حرکت پر اپنے کئے کی سزا پاتا ہے تو بتایئے اس میں اسلام کا کیا قصور ہے؟

④ ارتداد کو اسلام کے خلاف سازش کا ذریعہ بھی بنایا جاسکتا ہے اور مدینے کے یہودیوں نے مسلمانوں کے خلاف یہ ہتھیار فی الواقع استعمال کیا تھا، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ

﴿وَقَالَتْ طَآئِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِىْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ﴾ (آلِ عمران:۷۲)

''اہل کتاب کا ایک گروہ (اپنے لوگوں سے) کہتا ہے: تم جاکر صبح کو اس (دین) پر ایمان لے آؤ جو مسلمانوں پر اُترا ہے اور پھر شام کو انکار کردو تاکہ اس طرح اور (مسلمان) بھی (اپنے دین سے) پھر جائیں۔''

اس کی تفصیل یہ ہے کہ یہودیوں نے یہ سازش کی تھی کہ اپنے ہاں کے کچھ پڑھے لکھے معتبر لوگوں کو مسلمانوں کی جماعت میں شامل کیا جائے، وہ بظاہر دائرہ اسلام میں داخل ہوجائیں۔ پھر جلد ہی اسلام کو چھوڑ کر اس سے بیزاری کا اظہار کریں۔ اس کی 'خرابیاں' دوسرے لوگوں تک پہنچائیں، اس طرح مسلمانوں بالخصوص نومسلموں کا ایمان متزلزل کیا جاسکے اور وہ اسلام

www.KitaboSunnat.com

سے برگشتہ ہوجائیں کہ جب پڑھے لکھے معقول حضرات بھی اسلام کے قریب جا کر اس سے بدک جاتے ہیں تو ضرور اس دین میں کچھ خرابیاں ہیں۔ اس کے علاوہ اس طریقے سے عام لوگوں میں اسلام اور اہل اسلام کے لئے کوئی کشش اور ترغیب باقی نہ رہے گی۔ اگرچہ یہودیوں کی یہ سازش بوجوہ ناکام رہی، تاہم آج بھی ارتداد کی کسی سازش کے ذریعے کمزور ایمان والے مسلمانوں کے لئے کسی مقام پر بھی کوئی فتنہ کھڑا کیا جاسکتا ہے۔

⑤ آج کی مہذب ریاستوں کے فوجی قانون کی رُو سے کسی شخص کو فوجی ملازمت اختیار کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ مگر جب کوئی شخص اپنی مرضی سے فوجی ملازمت اختیار کرلیتا ہے تو اُسے ایک خاص مدت سے پہلے نوکری چھوڑنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ اگر وہ اپنی مرضی سے وقت سے پہلے نوکری چھوڑ دے تو اسے مجرم قرار دیا جاتا ہے۔ اُس کا کورٹ مارشل کرکے اسے سزا دی جاتی ہے اور اگر وہ مفرور (Deserter) ہوجائے تو اسے سزاے موت کا مستحق قرار دیا جاتا ہے۔

آخر ایسا کیوں ہے اور اس پر اعتراض کیوں نہیں کیا جاتا؟ اس لئے کہ فوج بھیڑوں کا گلہ نہیں ہوتا، وہ ایک منظّم ادارہ ہوتا ہے۔ وہ اجتماعی ذمہ داریوں کا ایسا نظام ہے جو نظم و ضبط (Discipline) کی سختی کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ سول (Civil) میں جن کاموں کو بالکل معمولی سمجھا جاتا ہے، وہی کام فوج میں جرائم قرار پاتے ہیں۔ وقت پر حجامت نہ بنوانا، اپنے بوٹ پالش نہ کرنا، اُن کے تسمے نہ باندھنا، وقت پر کھانا نہ کھانا، اپنا بستر درست نہ رکھنا، سول میں کوئی جرائم نہیں مگر یہی کام فوج میں جرائم شمار ہوتے ہیں۔ یہی معاملہ اسلامی ریاست کا ہے، وہ بھی کوئی بکریوں کا ریوڑ نہیں ہوتی کہ جس بکری کا جب جی چاہا ریوڑ سے الگ ہوگئی اور جب چاہا اس میں پھر شامل ہوگئی۔ اسلامی ریاست ایک خدائی فوج (حزب اللہ) ہے جس کے نظم و ضبط میں بھی سختی ہے، اس لئے وہ ارتداد کو جرم قرار دیتی اور مرتد کو سخت ترین سزا دیتی ہے تاکہ اس کا اندرونی نظم و ضبط قائم رہے۔ وہ ایک مرتد کو سزا دے کر اسی طرح اپنے لاکھوں کروڑوں مسلمانوں کے ایمان کا تحفظ کرتی ہے جس طرح کسی قاتل کو سزا دے کر پورے معاشرے کی زندگی کو تحفظ دیا جاتا ہے۔ لہٰذا اسلامی ریاست کے اس نظم وضبط

www.KitaboSunnat.com

کی سختی پر اعتراض کرنیوالوں کو پہلے اپنے ہاں کے فوجی نظم وضبط کی سختی پر غور کرنا چاہئے۔

☜ اس مقام پر بعض لوگ (جن میں غامدی صاحب بھی شامل ہیں) یہ اعتراض بھی کرتے ہیں کہ جب کوئی مرتد مسلح ہوکر بغاوت کرے تو صرف اسی صورت میں وہ واجب القتل ہوتا ہے اور اگر وہ اسلامی ریاست کے خلاف مسلح جدوجہد اور بغاوت نہ کرے تو اُسے قتل کی سزا نہیں دی جاسکتی۔

اس اعتراض کا شرعی جواب تو یہ ہے کہ جن احادیثِ صحیحہ کی بنیاد پر مرتد کے واجب القتل ہونے پر اجماع ہے، اُن احادیث میں یہ بات مذکور نہیں ہے کہ مرتد جب تک مسلح بغاوت نہ کرے، وہ قتل کا مستحق نہیں ہے بلکہ ان احادیث میں مرتد کے محض مرتد ہونے پر اس کے لئے قتل کی سزا کا ذکر ہے۔

اور اس اعتراض کا عقلی جواب یہ ہے کہ جس طرح دنیا بھر میں کسی مفرور فوجی کو محض مفرور ہوجانے پر فوجی قانون کی رُو سے موت کی سزا کا مستوجب قرار دیا جاتا ہے اور اسے یہ سزا دینے کے لئے اُس کی طرف سے مسلح بغاوت ہونا کوئی شرط نہیں، بالکل اسی طرح ایک اسلامی ریاست بھی اپنے شرعی قانون کے مطابق مرتد کو، اس کی طرف سے مسلح بغاوت کئے بغیر بھی موت کی سزا دے سکتی ہے۔

مرتد کی سزا کے بارے میں غامدی صاحب کے موقف کا جائزہ

جناب غامدی صاحب مرتد کے لئے قتل کی شرعی سزا کو نہیں مانتے۔ اس بارے میں اُن کا موقف یہ ہے کہ مرتد کے لئے قتل کی سزا کا حکم تو ثابت ہے مگر یہ صرف رسول اللہ ﷺ کے زمانے کے اُن مشرکینِ عرب کے ساتھ خاص ہے جو اسلام قبول کر لینے کے بعد ارتداد اختیار کریں، باقی اور کسی قسم کے مرتد کے لئے قتل کی شرعی سزا کا کوئی وجود نہیں۔ غامدی صاحب اپنے اس موقف کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

”ارتداد کی سزا کا یہ مسئلہ محض ایک حدیث کا مدعا نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ ابن عباسؓ کی روایت ہے۔ یہ حدیث بخاری میں اس طرح نقل ہوئی ہے: «من بدل دينه فاقتلوه» (جو شخص اپنا دین تبدیل کرے، اسے قتل کردو) ہمارے فقہا اسے بالعموم ایک حکم قرار دیتے ہیں

www.KitaboSunnat.com

جس کا اطلاق ان کے نزدیک ان سب لوگوں پر ہوتا ہے جو زمانۂ رسالت سے لے کر قیامت تک اس زمین پر کہیں بھی اسلام کو چھوڑ کر کفر اختیار کریں گے۔ ان کی رائے کے مطابق ہر وہ مسلمان جو اپنی آزادانہ مرضی سے کفر اختیار کرے گا، اسے اس حدیث کی رُو سے لازماً قتل کردیا جائے گا۔ اس معاملے میں ان کے درمیان اگر کوئی اختلاف ہے تو بس یہ کہ قتل سے پہلے اسے توبہ کی مہلت دی جائے گی یا نہیں اور اگر دی جائے گی تو اس کی مدت کیا ہونی چاہئے؟ فقہاے احناف البتہ، عورت کو اس حکم سے مستثنیٰ قرار دیتے ہیں۔ ان کے علاوہ باقی تمام فقہا اس بات پر متفق ہیں کہ ہر مرتد کی سزا خواہ وہ عورت ہو یا مرد، اسلامی شریعت میں قتل ہے۔''

(برہان: صفحہ ۱۲۷، مطبوعہ ستمبر ۲۰۰۱ء)

وہ مزید فرماتے ہیں کہ

''لیکن فقہا کی یہ رائے کسی طرح صحیح نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ حکم تو بے شک ثابت ہے مگر ہمارے نزدیک یہ کوئی حکم عام نہ تھا بلکہ صرف انہی لوگوں کے ساتھ خاص تھا جن میں آپ کی بعثت ہوئی اور جن کے لئے قرآن مجید میں اُمّیین یا مُشرکین کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے۔'' (برہان: صفحہ ۱۲۷)

وہ مزید لکھتے ہیں کہ

''ہمارے فقہا کی غلطی یہ ہے کہ اُنہوں نے قرآن وسنت کے باہمی ربط سے اس حدیث کا مدعا سمجھنے کے بجائے اسے عام ٹھہرا کر ہر مرتد کی سزا موت قرار دی اور اس طرح اسلام کے حدود وتعزیرات میں ایک ایسی سزا کا اضافہ کردیا جس کا وجود ہی اسلامی شریعت میں ثابت نہیں ہے۔'' (برہان: صفحہ ۱۳۰)

ارتداد کی سزا کے بارے میں غامدی صاحب کے اس موقف کا جائزہ لیا جائے تو ان کے استدلال کا خلاصہ یہ ہے کہ

① فقہاے اسلام نے صحیح بخاری کی حدیث «من بدل دينه فاقتلوه» (جو مسلمان اپنا دین بدل لے تو اُسے قتل کردو) کو غلطی سے ایک عام حکم سمجھا ہے جبکہ یہ ایک خاص حکم ہے۔

② فقہاے اسلام نے مذکورہ بالا ایک ہی حدیث کی بنا پر ہر قسم کے مرتد کے لئے قتل کی سزا بیان کردی ہے۔

③ مذکورہ حدیث کی اصل قرآن مجید کی ایک آیت سورۃ التوبہ :۵ ہے، جس کے بعد اس حدیث کا حکم خاص ہوجاتا ہے۔

④ اسلام کے حدود وتعزیرات میں مرتد کے لئے قتل کی سزا کا کوئی وجود نہیں۔

اب غامدی صاحب کے اس موقف کا ہم تجزیہ کرتے ہیں:

① کیا حدیثِ مذکورہ کا حکم عام نہیں؟

غامدی صاحب مذکورہ حدیث کے حکم کو عام نہیں مانتے جب کہ عربیت کا تقاضا یہ ہے کہ اسے عام مانا جائے۔ اس حدیث «من بدل دينه فاقتلوه» (جو مسلمان اپنا دین بدل لے تو اُسے قتل کردو) میں مَنْ موصولہ کا اُسلوب وہی ہے جو درج ذیل حدیث کا ہے:

«من غش فليس منا» (جامع ترمذی: حدیث نمبر ۱۳۱۵)

''جس نے دھوکہ دیا، وہ ہم میں سے نہیں۔''

اس حدیث میں بھی مَنْ (جو، جو کوئی، جس نے) موصولہ آیا ہے۔ اور اس کا حکم عام ہے۔ اس سے ہر دھوکہ دینے والا شخص مراد ہے۔ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس سے دھوکہ دینے والا کوئی خاص فرد مراد ہے۔

غامدی صاحب نے حدیث «من بدّل دينه فاقتلوه» میں مَنْ موصولہ کو اس کے عام معنوں میں لینے کی بجائے 'مشرکین عرب' کے خاص معنوں میں لیا ہے جو کہ عربیت کے بالکل خلاف ہے اور قرآن وحدیث کا جو مفہوم بھی عربیت کے خلاف لیا جائے، وہ غلط ہے کیونکہ یہ قرآن و حدیث کی معنوی تحریف ہے جو قرآن و حدیث کے انکار کے مترادف ہے اور اس حربے سے سارے دین کو دورِ نبویؐ تک محدود کرکے پوری شریعتِ اسلامیہ کا تیاپانچا کیا جاسکتا ہے اور یہ کارنامہ ہمارے زمانے کے منکرین حدیث، بالخصوص غامدی صاحب بڑی دیدہ دلیری سے سرانجام دے رہے ہیں۔ ؏ چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

☜ البتہ اس مقام پر عربیت کی رُو سے ایک سوال یہ اُٹھایا جاسکتا ہے کہ کیا اس مَنْ (جو) میں کافر بھی شامل ہے تو اس سوال کے جواب کی وضاحت خود نبی ﷺ نے اپنی دوسری احادیث میں فرما دی ہے کہ اس سے مسلمان مراد ہے۔ مثال کے طور پر ایک متفق علیہ حدیث

www.KitaboSunnat.com

ہے، جو پیچھے بھی گزر چکی ہے:

عن عبداللہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: «لا یحل دم امرئ مسلم یشهد أن لا إله إلا الله، وأني رسول الله إلا بإحدى ثلاث: النفس بالنفس، والثیب الزاني، والمفارق لدینه التارك للجماعة» (صحیح بخاری: حدیث نمبر ۶۸۷۸)

''حضرت عبداللہ (بن مسعودؓ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کا خون بہانا جائز نہیں جو یہ گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں، ماسوا تین صورتوں کے: ایک یہ کہ اس نے کسی کو قتل کیا ہو، دوسری یہ کہ وہ شادی شدہ زانی ہو اور تیسری یہ کہ وہ اپنا دین چھوڑ کر (مسلمانوں کی) جماعت سے الگ ہوجائے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ ہر مسلمان کے مرتد ہوجانے پر اُس کے لئے قتل کی سزا ہے، قطع نظر اس سے کہ وہ مسلمان ہونے سے پہلے عرب کا مشرک تھا یا عجم کا کافر، دونوں صورتوں میں ایک ہی سزا ہے۔

② کیا مرتد کی سزا کا مبنیٰ اور بنیاد صرف ایک ہی حدیث ہے؟

غامدی صاحب کا کہنا ہے کہ فقہاے اسلام نے صرف صحیح بخاری کی ایک حدیث «من بدل دینه فاقتلوه» کی بنیاد پر مرتد کے لئے قتل کی سزا بیان کردی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ غامدی صاحب کا یہ دعویٰ علمی خیانت پر مبنی ہے اور وہ یہ بات عام لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے فرما رہے ہیں۔ فقہائے اسلام کے اس اجماعی فیصلے کی بنیاد صرف ایک حدیث پر نہیں بلکہ متعدد احادیثِ صحیحہ پر ہے جن کو ہم اس مضمون کے شروع میں بیان کرچکے ہیں۔

غامدی صاحب کا یہ 'طریق واردات' کہ کسی مسئلے پر بحث و استدلال کے لئے اس سے متعلق تمام احادیث کو پیش نظر رکھنے کی بجائے بعض حدیثوں کو لے لینا اور بعض کو چھوڑ دینا معروف دیانت دارانہ طریق بحث و استدلال نہیں ہے بلکہ یہ کام اُن کے استاد 'امام' مولانا امین احسن اصلاحی کے بقول کسی 'نہایت بیوقوف' شخص کا ہوسکتا ہے جو 'ایک فتنے' سے کم نہیں۔ مولانا اصلاحی صاحب نے لکھا ہے کہ

''احادیث پر غور کرنے سے پہلے احادیث کے متعلق ایک اُصولی حقیقت پیش نظر رکھنی چاہئے

www.KitaboSunnat.com

وہ یہ کہ جس طرح اللہ کے رسولوں کے درمیان تفریق ناجائز ہے، ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ کسی پر ایمان لائیں اور کسی کا انکار کردیں جس طرح قرآن کی آیتوں میں فرق کرنا حرام ہے، ہم کو یہ حق نہیں ہے کہ اس کے کچھ حصے کو بحث واستدلال کے لئے اختیار کریں اور کچھ کو چھوڑ دیں، اسی طرح یہ بات بھی بالکل ناجائز ہے کہ رسول ﷺ کے اقوال وارشادات میں کسی کو ہم اپنے عمل یا استدلال کے لئے اختیار کرلیں اور کچھ کو نظرانداز کردیں۔ ان تمام صورتوں میں بعض کو چھوڑنا سب کو چھوڑنے کے ہم معنی ہے اور نہایت بیوقوف ہے وہ مسلمان جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات میں اس طرح کی تقسیم کرتا ہے لیکن افسوس ہے کہ اس طرح کا تفریق وتقسیم کا فتنہ آج عام ہے۔'' (حقیقت دین، صفحہ ۳۳۴)

③ مذکورہ حدیث کا قرآن سے ربط کا معاملہ

غامدی صاحب کہتے ہیں کہ فقہاے اسلام نے حدیث «من بدل دينه فاقتلوه» (جو مسلمان اپنا دین بدل لے، تو اُسے قتل کردو) کو قرآن کی اصل سے متعلق نہیں کیا اور قرآن وسنت کے باہمی ربط سے اس حدیث کا مدعا اور مطلب سمجھنے کی کوشش نہیں کی جس کے نتیجے میں اُنہوں نے مرتد کے لئے ایک ایسی سزا (قتل) قرار دے دی جس کا اسلامی حدود وتعزیرات میں کوئی وجود نہ تھا۔ اس کے بعد اُنہوں نے اس حدیث کا ربط قرآنِ مجید کی سورۃ التوبہ کی اس آیت ۵ سے جوڑا ہے جسے ہم اُن کے ترجمے کے ساتھ یہاں درج کرتے ہیں:

﴿فَإِذَا انسَلَخَ الأَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُواْ الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدتُّمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُواْ لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ فَإِن تَابُواْ وَأَقَامُواْ الصَّلاَةَ وَآتَوُاْ الزَّكَاةَ فَخَلُّواْ سَبِيلَهُمْ إِنَّ اللّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ (التوبہ:۵)

''پھر جب حرام مہینے گزر جائیں تو ان مشرکین کو جہاں پاؤ قتل کردو اور اس کے لئے ان کو پکڑو اور ان کو گھیرو اور ہر گھات میں ان کے لئے تاک لگاؤ۔ لیکن اگر وہ کفر وشرک سے توبہ کرلیں اور نماز کا اہتمام کریں اور زکوٰۃ ادا کرنے لگیں تو اُنہیں چھوڑ دو۔ بے شک اللہ مغفرت کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔''

آخر مرتد کے بارے میں مذکورہ حدیث اور اس قرآنی آیت میں کیا ربط واشتراک ہوسکتا ہے؟ اسے ہر وہ شخص جان سکتا ہے جس نے زندگی میں کبھی ایک مرتبہ بھی قرآنِ مجید کو کھلے

www.KitaboSunnat.com

ذہن کے ساتھ سمجھ کر پڑھا ہو۔ قرآنِ مجید کی اس آیت کو جیسا کہ اس کے مضمون سے ظاہر ہے، مفسرین حضرات نے مشرکین کے خلاف جہاد وقتال سے متعلق قرار دیا ہے جبکہ مذکورہ حدیث مرتد کے بارے میں حکم بیان کرتی ہے۔ اب ارتداد کی سزا اور جہاد وقتال کے درمیان کیا باہمی ربط ہے؟ اس عقدے کی گرہ کشائی صرف غامدی صاحب کی عقل ومنطق ہی کرسکتی ہے جو قرآن وحدیث کی عبارات میں اپنے خیالات پڑھنے کی عادی ہوچکی ہے۔ علمی دیانت کا تقاضا تو یہ تھا کہ مرتد کے بارے میں آمدہ حدیث کو قرآن مجید کی ان آیات سے جوڑا جاتا جن میں ارتداد اور مرتدین کا ذکر آیا ہے مگر ایسا دانستہ طور پر نہیں کیا گیا، کیونکہ

ع خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں

قرآنِ مجید میں ارتداد اور مرتدین کا ذکر درج ذیل مقامات پر موجود ہے اور جن کو مولانا اصلاحی صاحب نے بھی اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے: سورۃ البقرۃ کی آیت ۲۱۷ اور سورۃ المائدۃ کی آیت ۵۴۔ اپنی بات کی وضاحت کے لئے اس جگہ ہم ان میں سے صرف ایک ہی حوالے پر اکتفا کرتے ہیں:

﴿وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالاٰخِرَةِ وَاُولٰئِكَ أَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ﴾ (البقرۃ:۲۱۷)

''اور جو کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھرے گا اور کفر کی حالت ہی میں مرے گا تو اس کے سارے اعمال دنیا اور آخرت میں ضائع ہوجائیں گے۔ ایسے لوگ دوزخی ہوں گے اور ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔''

قرآن مجید کا یہ مقام اور دوسرے مذکورہ مقامات ایسے ہیں جن کو ارتداد اور مرتدین کے حوالے سے اُن احادیث سے جوڑا جاسکتا ہے جن میں مرتد کے بارے میں کوئی حکم آیا ہے اور غامدی صاحب کے استاد 'امام' مولانا اصلاحی صاحب نے بھی اپنی تفسیر تدبر قرآن میں ان قرآنی مقامات کی وضاحت میں ارتداد اور مرتدین کا ذکر کیا ہے مگر اُنہوں نے سورۃ التوبہ کی آیت نمبر ۵ میں مرتدین کا کوئی تذکرہ نہیں کیا، جسے غامدی صاحب خواہ مخواہ مرتد سے متعلق حدیث کے ساتھ جوڑ رہے ہیں۔

④ کیا مرتد کے لئے قتل اسلامی سزا نہیں؟

غامدی صاحب کے موقف کا آخری نکتہ یہ ہے کہ اسلام کے حدود وتعزیرات میں مرتد کے لئے سزا کا کوئی وجود نہیں ہے۔ یہ تمام فقہاے اسلام کی مشترکہ اور متفقہ غلطی ہے کہ اُنہوں نے اسے اسلامی حدود وتعزیرات میں شامل کر رکھا ہے۔

اس سلسلے میں پہلی بات تو یہ ہے کہ غامدی صاحب کے استاد 'امام' مولانا امین احسن اصلاحی صاحب مانتے ہیں کہ اسلامی تعزیرات میں مرتد کے لئے سزا مقرر ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں :

> ''تکفیر کا اصلی مفہوم تو یہ ہے کہ کسی شخص کو مرتد قرار دے کر اس کو وہ سزا دی جائے جو اسلام میں ارتداد کے لئے مقرر ہے۔'' (حقیقت ِدین، صفحہ ۱۴۵)

اور سب جانتے ہیں کہ اسلام میں ارتداد کے لئے قتل ہی کی سزا مقرر ہے۔

اس کے علاوہ مولانا اصلاحی صاحب نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ

> ''جو شخص مرتد ہوجاتاہے، وہ اسلامی ریاست میں جملہ شرعی حقوق سے محروم ہوجاتا ہے، ریاست پر اس کے جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داری باقی نہیں رہتی۔ چنانچہ اسی اُصول پر اسلامی تعزیرات کا وہ قانون مبنی ہے جو مرتدوں کی سزا سے متعلق ہے۔''

(تدبر قرآن: جلد اوّل ص ۵۱۳ زیر تفسیر البقرۃ، آیت ۲۱۷)

اس سے معلوم ہوا کہ مولانا اصلاحی صاحب کے نزدیک اسلامی تعزیرات میں مرتدوں کی سزا کا قانون بھی موجود ہے۔ اور یہ بات کسی صاحب ِعلم سے پوشیدہ نہیں کہ وہ قانون یہی ہے کہ مرتد کے لئے قتل کی سزا ہے۔

ہم گذشتہ صفحات میں مرتد کی سزاے قتل کے بارے میں احادیث ِصحیحہ کے نصوص، تعامل صحابہؓ، ائمہ مجتہدینؒ اور تمام فقہاے اسلامؒ کے اجماع سے ثابت کیا ہے۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ اسلام کے حدود وتعزیرات میں مرتد کے لئے قتل کی سزا کا کوئی وجود نہیں ہے تو وہ اجماعِ اُمت کا منکر ہے اور ایسا منکر شخص یقیناً گمراہ ہے۔

سوال یہ ہے کہ کیا یہ سلف سے خلف تک عرب وعجم کے تمام مجتہدین اور فقہاے اسلام عربیت سے ناآشنا، قرآن وحدیث کو سمجھنے سے عاری اور شریعت کے احکام سے ناواقف اور

www.KitaboSunnat.com

جاہل تھے کہ سب نے مل کر یہ غلطی کر ڈالی کہ مرتد کے لئے سزائے قتل قرار دے دی اور اسلام میں اپنی طرف سے بدعت کے طور پر ایک ایسی شرعی حد داخل کردی جس کا اسلامی حدود وتعزیرات میں کوئی وجود نہ تھا؟ ایسی بات کہنے کی جسارت صرف وہی شخص کرسکتا ہے جس کا دماغ درست نہ ہو، جس کے دل میں ذرا بھی خدا کا خوف نہ ہو اور جسے آخرت کا کوئی ڈر نہ ہو۔

معاف کیجئے، ہمارے لئے یہ بات زیادہ معقول اور قابل فہم ہے کہ اس بارے میں چودہ صدیوں کے جملہ علماے اسلام کو غلط ٹھہرانے کی بجائے صرف ایسے نوزائیدہ عجمی شخص کو غلط بلکہ برخود غلط قرار دیں جو مرتد کے لئے سزائے قتل کو نہیں مانتا اور کئی دوسرے اِجماعی اُمور کا انکار کرتا ہے۔

اگر آپ سمجھتے ہیں کہ

- محدث دفاعِ دین کے سلسلے میں نمایاں کردار ادا کر رہا ہے؟
- محدث کے ذریعے اُمتِ مسلمہ کی درست سمت میں رہنمائی کی جارہی ہے؟
- محدث کے مضامین علم وتحقیق کے بلند معیار پر پورے اُترتے ہیں؟
- محدث کے مطالعے سے آپ کی علمی معلومات میں قابل قدر اضافہ ہوتا ہے؟

تو پھر 'محدث' کو ہر اہم جگہ تک پہنچانے کے لئے اپنے حصہ کا فرض ادا کیجئے ......

آپ کی صرف ایک فون کال یا SMS پر محدث کا تازہ شمارہ یا نمونہ کے سابقہ شمارے مطلوبہ پتہ پر مفت ارسال کئے جاسکتے ہیں۔

0333-4244434

بنک ڈرافٹ یا منی آرڈر کے ذریعے صرف ۲۰۰ روپے جمع کروا کے آپ سال بھر گھر بیٹھے محدث کے تمام شمارے وصول کرسکتے ہیں یا اپنے کسی دوست/عزیز کو دینی رہنمائی پر مبنی یہ خوبصورت تحفہ دے سکتے ہیں

گھر بیٹھے زرِسالانہ ادا کرنے کیلئے ایک فون کال کے ذریعے ۲۲۰ روپے کی وی پی طلب کریں

www.KitaboSunnat.com